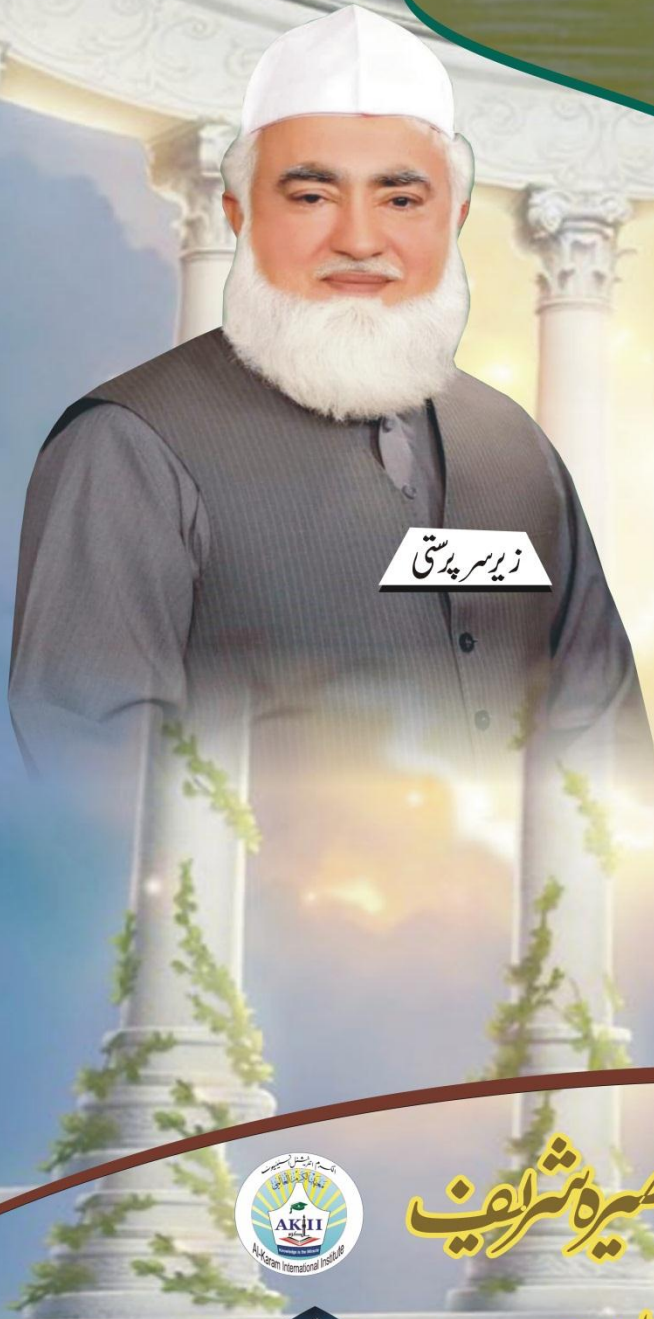


جمعۃ الاولیاء

# اسلام میں ایثار

کی اہمیت و ضرورت



زیر سرپرستی



تحقیق و تالیف











دارالعلوم محمد غوثیہ بھیرہ شریف  
الکرم انٹرنیشنل انسٹیٹیوٹ







## مرکزی موضوعات

- تمہید: 
- ایثار کا مفہوم: 
- ایمان کی علامت اور ایثار کے متعلق ہمارا رویہ: 
- ایثار کی اعلیٰ مثال: 
- صفت ایثار اپنانے کا پہلا طریقہ: 
- صفت ایثار اپنانے کا دوسرا طریقہ: 
- حضور نبی رحمت ﷺ کا ایثار: 
- صحابہ کی جاثاری: 

الْحَمْدُ لِلَّهِ ثُمَّ الْحَمْدُ لِلَّهِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا يُؤَافِي نِعَمَهُ  
 وَيُكَافِي مُزِيدَهُ، يَا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ كَمَا يَنْبَغِي لِجَلَالِ  
 وَجْهِكَ وَلِعَظِيمِ سُلْطَانِكَ. سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ لَا أُحْصِي ثَنَاءً  
 عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ. وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
 وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَصَفِيُّهُ  
 وَخَلِيلُهُ.

خَيْرُ نَبِيٍّ أَرْسَلَهُ.

أَرْسَلَهُ اللَّهُ إِلَى الْعَالَمِ كُلِّهِ بِشِيرًا وَنَذِيرًا.

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ  
 سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَاةً وَسَلَامًا دَائِمِينَ مُتَلَازِمِينَ إِلَى يَوْمِ  
 الدِّينِ. وَأَوْصِيكُمْ أَيُّهَا الْمُسْلِمُونَ وَنَفْسِي الْمَذْنُوبَةُ  
 بِتَقْوَى اللَّهِ تَعَالَى.

وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقِ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

سورہ حشر، 9

ترجمہ: اور (اس مال میں) ان کا بھی حق ہے جو دار ہجرت میں مقیم ہیں اور ایمان میں (ثابت قدم) ہیں مہاجرین (کی مدد) سے پہلے محبت کرتے ہیں ان سے جو ہجرت کر کے ان کے پاس آتے ہیں اور انہیں پاتے اپنے سینوں میں کوئی خلش اس چیز کے بارے میں جو مہاجرین کو دے دی جائے اور ترجیح دیتے ہیں (نہیں) اپنے آپ پر اگرچہ خود انہیں اس چیز کی شدید حاجت ہو اور جس کو بچا لیا گیا اپنے نفس کی حرص سے تو وہی لوگ بامراد ہیں (ضیاء القرآن)

### تمہید:

دین اسلام محض عبادات کا نام نہیں بلکہ یہ مکمل ضابطہ حیات ہے۔ باطنی اصلاح و تربیت کے لیے جہاں عبادات پہ زور دیا گیا ہے وہیں معاشرتی بہتری اور تعمیری صلاحیتیں پروان چڑھانے کے لئے قوانین و اصول وضع کئے گئے ہیں۔ جن سے معاشرے میں ہمدردی و غمگساری، ایک دوسرے کا خیال کرنا، حقوق و فرائض کا لحاظ، اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہونا، اور امداد و تعاون، امانت و دیانت اور حق و صداقت جیسی اخلاقی اقدار جنم لیتی ہیں اور تمام افراد باہم مربوط ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح بخل، غیبت، چغل خوری، حق تلفی، تصنع، خود نمائی اور اس قسم کی دیگر صفات مذمومہ سے اجتناب کا حکم دیا گیا ہے۔ تاکہ معاشرتی ساکھ انتشار و افتراق کی آگ سے محفوظ رہ سکے، اور افراد مختلف گروہوں میں منقسم ہونے کی بجائے پرچم اسلام کے سائے تلے متحد و متفق ہو کر پر امن معاشرے میں زندگی بسر کر سکیں۔

آج کے اس مختصر درس پاک میں اسلام کی عطا کردہ صفات عالیہ میں سے ایک عظیم صفت ایثار کا اختصار و جامعیت سے ذکر کیا جائے گا۔ یاد رکھیں کہ پر امن اور مثالی معاشرہ کا قیام اسی وقت عمل میں لایا جاسکتا ہے کہ جب ہر فرد ان اوصاف حمیدہ سے متصف ہو جائے جنہیں اسلام نے اپنانے کی ترغیب دلائی ہے اور اس طرز فکر و عمل سے اجتناب کرے جس سے اسلام نے منع کیا ہے۔

عصر حاضر میں ایثار سے صرف نظر کیا جا رہا ہے جس کے نتیجے میں عجلت پسندی اور جلد بازی کے عالم میں دوسروں کے حقوق کو بھی مسح کر دیا جاتا ہے۔ اس لیے ہمیں ایثار جیسی عظیم صفات کو دوبارہ سے زندہ کرنے کے

لیے ایثار و ہمدردی کے پیغام کو عام کرنا ہوگا کیونکہ اسلامی معاشرت میں ایثار فرزندان اسلام کا خاصہ اور معاشرے کے افراد کی باہمی وابستگی اور ربط کا عظیم ذریعہ ہے۔

## ایثار کا مفہوم:

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے صحابہ کرام کی تعریف کرتے ہوئے ان کے جذبہ ایثار کو ذکر فرمایا ہے، ایثار ایسی انوکھی عبادت اور عمل ہے جس کی امت مسلمہ کے سوا سابقہ اقوام و ملل میں مثال ملنا محال ہے اور یہ لفظ بھی ایسا ہے جو اسلام سے پہلے دیگر امتوں میں نہیں پایا گیا۔

اگر لفظ ایثار کا دیگر زبانوں میں مترادف وہم معنی لفظ تلاش کریں تو اس درجہ کا لفظ نہیں ملے گا کیونکہ یہ خصوصیت اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے غلاموں کو عطا فرمائی ہے جیسے انگلش زبان میں ایثار کے مقابلے میں seacrifice کا لفظ بولا جاتا ہے لیکن یہ قربانی کا ترجمہ تو ہے لیکن ایثار کا ترجمہ و مترادف نہیں ہے۔ قربانی یہ ہے کہ انسان اپنا آرام و سکون، جان و مال قربان کر دے، اسی طرح باٹنے اور عطا کرنے کے لیے سخاوت کی صفت کو بھی ذکر کیا جاتا ہے۔ لیکن اس سے بھی بلند درجہ کی صفت ہے اور ایثار یہ ہے کہ

ایثار کا معنی ہے دوسروں کی ضرورت و حاجت کو اپنی چاہت و حاجت پر فوقیت دینا۔ یعنی اپنے مفاد کو دوسروں کے مفاد پر قربان کر دینا اور اپنے مسلمان بھائی کو اپنے ضرورت کے باوجود اپنی محبوب چیز پیش کر دینا ایثار ہے۔ مثلاً کسی شخص کے پاس کھانے کے لئے صرف ایک روٹی موجود ہے اور یہ شدید بھوکا بھی ہے اور اس روٹی کے سوا کچھ پاس نہیں لیکن جب اسے علم ہو کہ میرا فلاں بھائی بھی بھوک سے بلک رہا ہے تو اپنی بھوک سے صرف نظر کر کے اپنے دوسرے بھائی کی حاجت روائی کے لئے اپنی روٹی کو دے دینا۔

انسان کا نفس تو یہ چاہتا ہے کہ بندہ اپنی خواہشات اور لذات کو پیش نظر رکھے لیکن جذبہ ایثار یہ تقاضا کرتا ہے کہ رضائے الہی کی خاطر دوسروں کو خود پر ترجیح دی جائے۔ یہ دین اسلام کی امتیازی شان اور خصوصیت ہے ایثار کی تعریف یہ ہے۔

الاِیثار ان تفضل غیرک علی نفسک فی ہذوذ الدنیا من اجل ہذوذ الآخرة

یعنی اخروی مقام و مرتبہ اور نعمتیں حاصل کرنے کے لئے اپنی دنیا کو دوسروں کے لیے وقف کر دینا، خود اس میں سے حصہ نہ لینا، اپنی مرغوب اشیاء پہ کسی کو ترجیح دینا، اب ایثار مختلف چیزوں میں ہو سکتا ہے، کہ انسان موقع و محل کو دیکھتے ہوئے جس چیز کی دوسروں کو ضرورت ہو اور یہ شخص بھی ضرورت مند ہو تو یہ اپنی چاہت اور حاجت پر

دوسروں کو ترجیح دے، اشیاء خورد و نوش، پوشاک، اور دیگر اشیاء ضرورت کسی غریب محتاج کو ہدیہ کرے اور خود روکھی سوکھی پہ گزارا کر لے تو یہ وہ شان ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے غلاموں کو عطا فرمائی ہے۔

## ایمان کی علامت اور ایثار کے متعلق ہمارا رویہ:

بندہ مومن کے ایمان کی کاملیت کی یہ نشانی بھی ذکر کی گئی ہے کہ وہ دوسروں کے لئے بھی وہی پسند کرے جو اپنی ذات کے لیے پسند کرتا ہے۔

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص ایماندار نہ ہوگا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہ نہ چاہے جو اپنے نفس کے لیے چاہتا ہے۔

مذکورہ بالا حدیث میں معاشرتی امن و امان اور خوشحالی کو برقرار رکھنے کا اہم اصول عطا فرمایا ہے۔ ہر شخص عزت و وقار، اچھے القابات، فائدہ و نفع، چاہتا ہے کسی کی خواہش نہیں ہوتی کہ اسے نقصان پہنچایا جائے، عزت نفس کو مجروح کیا جائے۔

اسی لئے دین اسلام نے اہم ضابطہ عطا فرمادیا کہ بندہ مومن جس طرح تو اپنی ذات کے لئے عزت و وقار اور نفع چاہتا ہے اسی طرح اپنے بھائی کیلئے بھی وہی پسند کر جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ غور کریں کہ جب ہر شخص اپنے لیے فائدہ و نفع کا متمنی ہے اور وہ مذکورہ اصول پر عمل کرتے ہوئے جب دوسروں کے لئے بھی فائدہ چاہے گا تو اسلامی معاشرہ امن و سکون خوشحالی و سلامتی کا گہوارہ بن جائے گا۔ اسی طرح مذکورہ حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ دوسروں کے ساتھ اچھائی، باہمی خیر و بھلائی کا معاملہ کرنا بھی ایمان کی علامت ہے، معاشرے کا ہر فرد اپنی جگہ جب ایسے جذبات و احساسات رکھے گا تو لا محالہ معاشرے میں امن و امان ہوگا۔

اور ایسے لوگ جو دوسروں کی تکلیف و اذیت اور تنگی کا باعث بنتے ہیں تو ایسے افراد کو اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے۔ صد افسوس کہ ہمارے معاشرے میں اس حدیث مبارکہ کے سبق سے بے اعتنائی برتی جاتی ہے۔ لوگ اپنی عزت و وقار اور ذاتی نفع و نقصان کے لئے دوسروں کو پیروں تلے کچل دیتے ہیں۔ حالانکہ دین اسلام نے تو ہمیں اس سے بھی بڑھ کر ایک عظیم صفت اور اصول ایثار عطا فرمایا لیکن ہمارے ہاں ایثار کا مفہوم بھی کم سے کم تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔



ہزاروں مسلمان ایسے ہوں گے جو ایثار سے واقفیت نہیں رکھتے اور نہ ہی انہیں کوئی ذوق و شوق رہا اور آہستگی سے معاشرے سے یہ صفت اٹھتی جا رہی ہے، اس سے بڑھ کر ہماری ذہنی و اخلاقی پستی کا کیا عالم ہو سکتا ہے کہ جو چیز ضرورت اور قابل نفع نہیں رہتی اسے راہ خدا میں خرچ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جو لباس زیب تن کرنے کے قابل نہ رہے اور بوسیدہ ہو جائے اسے غریب کو دے دیا جاتا ہے گھر کی ٹوٹی پھوٹی اشیاء مسجد اور مدارس کے لیے وقف کی جاتی ہیں۔ یاد رکھیں یہ اسلامی تعلیمات کے منافی عمل ہے اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں

ارشاد فرمایا

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ وَ مَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ

سورہ آل عمران، 92

ترجمہ: ہر گز نہ پاسکو گے تم کامل نیکی (کا رتبہ) جب تک نہ خرچ کرو (راہ خدا میں) ان چیزوں سے جن کو تم عزیز رکھتے ہو اور جو کچھ تم خرچ کرتے ہو بلاشبہ اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے۔ (ضیاء القرآن)

انسان اللہ رب العزت کی راہ میں اپنی محبوب اور پسندیدہ چیزوں کو خرچ کرے۔ حضور نبی رحمت ﷺ کی بارگاہ سے صحابہ کو یہ تعلیم دی گئی تھی کہ صحابہ اپنی پسندیدہ اور محبوب چیزوں کو راہ خدا میں خرچ کرتے اور اپنے اوپر دیگر مسلمان بھائیوں کو ترجیح دیا کرتے تھے، خود بھوکا سو لیتے لیکن اپنے بھائیوں اور پڑوسیوں کو بھوکا نہ رہنے دیتے۔ جس کی اعلیٰ اور عمدہ مثال اس واقعہ سے ملتی ہے۔

## ایثار کی اعلیٰ مثال:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک صاحب خود (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں فاقہ سے ہوں۔

فَارْسَلَ إِلَى نِسَائِهِ فَلَمْ يَجِدْ عِنْدَهُنَّ شَيْئًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا رَجُلٌ يُضَيِّفُهُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ يَرْحَمُهُ اللَّهُ

حضور نبی اکرم ﷺ نے انہیں ازواج مطہرات کے پاس بھیجا (کہ وہ آپ کی دعوت کریں) لیکن ان کے پاس کوئی چیز کھانے کی نہیں تھی۔ ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ سوائے پانی کے گھونٹ کے اور کچھ نہیں تھا۔



آپ نے فرمایا کیا کوئی شخص ایسا نہیں جو آج رات اس مہمان کی میزبانی کرے؟ اللہ اس پر رحم کرے گا۔ اس پر ایک انصاری صحابی (ابو طلحہ) کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ آج میرے مہمان ہیں پھر وہ انہیں اپنے ساتھ گھر لے گئے

فَقَالَ لِمَرْأَتِهِ ضَيْفُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخِرِيهِ شَيْئًا قَالَتْ وَاللَّهِ مَا عِنْدِي إِلَّا قُوثُ الصَّبِيَّةِ

اور اپنی بیوی سے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے مہمان ہیں، کوئی چیز ان سے بچا کے نہ رکھنا۔ بیوی نے کہا اللہ کی قسم میرے پاس اس وقت بچوں کے کھانے کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہے۔

قَالَ فَإِذَا أَرَادَ الصَّبِيَّةُ الْعِشَاءَ فَتَوَمِّمِيهِمْ وَتَعَالِي فَاطْمِنِي السَّرَاحَ وَنَطْوِي بُطُونَنَا اللَّيْلَةَ فَفَعَلَتْ ثُمَّ عَدَا الرَّجُلُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَقَدْ عَجِبَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَوْ ضَحِكَ مِنْ فُلَانٍ وَفُلَانَةٍ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ

انصاری صحابی نے کہا اگر بچے کھانا مانگیں تو انہیں سلاد و اور آؤ یہ چراغ بھی بجھا دو، آج رات ہم بھوکے ہی رہ لیں گے۔ بیوی نے ایسا ہی کیا۔ پھر وہ انصاری صحابی صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں (انصاری صحابی) اور ان کی بیوی (کے عمل) کو پسند فرمایا۔ یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق مسکرایا

یعنی فرمایا کہ اے میرے غلام جس طرح تو نے رات کے وقت وقت ایثار کا عمدہ مظاہرہ کیا اور جو عمل کیا ہے، یوں نہ سمجھ کہ تیرے اس عمل حسنہ کو کوئی دیکھ نہیں رہا تھا بلکہ اللہ رب العزت دیکھ بھی رہا تھا اور اپنی شان کے مطابق مسکرا رہا تھا اور خوشی کا اظہار کر رہا تھا، تو یہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور تربیت کا اثر ہے کہ صحابہ کرام ایثار و ہمدردی کے جذبے سے سرشار تھے کہ خود بھی نہیں کھایا اور اپنے بچوں کو بھوکا سلاد یا لیکن اپنے مسلمان بھائی کو بھوکا سونے نہیں دیا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

وَيُؤْتِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ

الکتاب: صحیح البخاری، المؤلف: أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم، الطبعة: السلطانية، بالمطبعة الكبرى الأميرية، ببلاط مصر، ج 6 ص 148 رقم الحديث 4889

مذکورہ بالا حدیث مبارکہ سے ہمیں ایثار کا درس ملتا ہے کہ ہم بھی اپنے معاشرے میں نظر دوڑائیں کہ کون کون سے ایسے مواقع ہیں جہاں پہ ہمیں ایثار کرنے کی ضرورت ہے، اور ہم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اس سنت مبارکہ پر بھی عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں۔

اسی طرح ایک اور موقع پر صحابہ کرام کی سیرت سے ایثار کی مثال ملتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ

عن ابن عمر قال: « لقد تداولت سبعة أبيات رأس شاة يؤثر به بعضهم بعضًا، وإن كلهم لمحتاج إليه، حتى رجع إلى البيت الذي خرج منه. »

آخرجه الطبري، تهذيب الآثار، مسند عمر بن الخطاب رضي الله عنه

ایک مرتبہ ایک صحابی نے بکری کا سر اپنے ہمسائے صحابی کو تحفے میں پیش کیا کہ اس صحابی کے بچے ہیں اس کو زیادہ ضرورت ہے، ان کا دو وقت کا گزارا ہو جائے گا تو اس صحابی نے سوچا کہ میرا فلاں ہمسایہ دوست محتاج ہے اسے ضرورت ہوگی تو اس صحابی نے بھی آگے بھجوا دیا، اب اس صحابی نے بھی یہی سوچا کہ فلاں صحابی کو زیادہ ضرورت ہے اس نے بھی آگے بھجوا دیا حتیٰ کہ وہ سر کا گوشت سات گھروں سے ہوتا ہوا واپس اسی صحابی کے گھر پہنچ گیا جہاں سے چلا تھا تو یہ ایثار کا عالم تھا کہ وہ اپنی ضرورتوں پر دوسروں کو ترجیح دیا کرتے تھے۔

### صفت ایثار اپنانے کا پہلا طریقہ:

اب سوال یہ اٹھتا ہے کہ ہمارے اندر ایثار کا جذبہ کس طرح پیدا ہو سکتا ہے ہم کس طرح سے اپنے مسلمان بھائیوں کو خود پہ اور اپنی ضروریات و حوائج پر ترجیح دے سکتے ہیں تو اس سوال کا جواب مذکورہ بالا آیت کریمہ میں ہی دے دیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان بخل اور کنجوسی نہ کرے کیونکہ جب تک انسان اپنے نفس کو بخل، کنجوسی اور مال و دولت کی حرص و لالچ سے پاک نہیں کرے گا تب تک وہ اس صفت جمیلہ کا مظہر نہیں بن سکتا، جیسے اگر کوئی شخص مال و دولت کا حریص ہے تو وہ کیونکر چاہے گا کہ اس کا مال کسی پہ خرچ ہو وہ ایثار تو دور کی بات ہے سخاوت کی صفت سے بھی عاری ہوگا، اور وہ مال و دولت کو جمع کرنے کرنے کا آرزو مند رہے گا۔ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا

وَمَنْ يُؤَوِّقْ شَخَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

کہ جس شخص کو اپنے نفس کی بخیلی سے بچا لیا گیا، بخل حرص و لالچ کو کہا جاتا ہے، انسان اپنے مال پر سانپ بن کر بیٹھ جائے کسی کو دینے کے لئے تیار نہ ہو اور مال و دولت کا جمع کرنا عملی طور پر اس بات کا اعلان کر رہا ہو گویا کہ یہ شخص

عرصہ دراز تک اس دنیا پہ مقیم رہے گا تو مذکورہ آیت میں فعل مجہول مَنْ یُؤَقُّ کا ذکر کیا گیا کہ جو شخص بخل سے بچا لیا گیا یوں نہیں کہا کہ جو بخل اور کنجوسی سے بچ گیا، یعنی بخل اور کنجوسی ایسی صفت مذمومہ جس سے انسان اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے ہی بچ سکتا ہے۔

## صفت ایثار اپنانے کا دوسرا طریقہ:

اسی طرح حرص و لالچ اور کنجوسی سے احتراز برتنے اور اپنے اندر جذبہ ایثار کو پیدا کرنے کا ایک اور طریقہ کار ہے، کونسا ایسا عمل ہے جس سے انسان بخیلی کے دائرہ کار سے باہر نکل سکتا ہے تو فرمایا

من ادى الزکوة وقرى الضیف واعطى فى النائبة

کہ جس شخص نے زکوٰۃ ادا کی، مہمان کی خاطر داری اور مہمان نوازی کی، مصیبت، پریشانی اور تنگی کے عالم میں لوگوں کو عطا کیا، اپنے مال سے لوگوں کی مدد کرتا رہا کہ جس بندے میں یہ تین صفات پائی جائیں گی تو وہ شخص بخیلی سے محفوظ ہو جاتا ہے اور ایسے شخص کو غنی اور اور سخی لوگوں میں شامل کر دیا جاتا ہے۔

اسی طرح سیرت ابن اسحاق میں ہے کہ

كان الصحابة اذا افتقروا تصدقوا

جب صحابہ کرام نام فقیری تیری محسوس کرتے تھے تو وہ صدقہ کیا کرتے تھے۔

حالانکہ ہمارے معاشرے کا رویہ بالکل اس کے برعکس ہے کہ جب کوئی بندہ فقیری کی جانب بڑھنے لگتا ہے تو وہ اپنے مال کو خرچ کرنے سے، پیسہ بچا کر رکھتا ہے، تاکہ آئندہ زندگی میں اپنی جمع پونجی سے گزر بسر کر سکے۔ لیکن صحابہ کرام کا معمول مبارک یہ تھا کہ جب وہ تنگدستی اور فقیری محسوس کرتے تو رحمت اور فضل و کرم حاصل کرنے کے لیے مزید صدقات و خیرات کرنے لگتے

## حضور نبی رحمت ﷺ کا ایثار:

حضور نبی رحمت ﷺ اور صحابہ کرام کی مبارک زندگیاں ایثار سے عبارت ہیں۔ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں اس سے بڑھ کر ایثار کی مثال کیا ہو سکتی ہے کہ آپ نے اپنی مبارک زندگی انسانیت کے لیے وقف کر دی، لوگوں کی فلاح و ہدایت اور انہیں راہ ہدایت پر گامزن کرنے کے لئے طرح طرح کے مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑا۔ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں سے ایثار کی ایک مثال پیش خدمت ہے

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ

جَاءَتْ امْرَأَةً بُرْدَةً، قَالَ: سَهْلٌ هَلْ تَدْرِي مَا الْبُرْدَةُ؟ قَالَ: نَعَمْ، هِيَ الشَّمْلَةُ مَنْسُوجٌ فِي حَاشِيَتِهَا، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي نَسَجْتُ هَذِهِ بِيَدَيَّ اكْسُوكَهَا

ایک عورت ایک چادر لے کر آئیں (جو اس نے خود بنی تھی) حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے کہا تمہیں معلوم ہے وہ چادر کیا تھی پھر بتلایا کہ یہ ایک اونی چادر تھی جس کے کناروں پر حاشیہ ہوتا ہے۔ اس خاتون نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ چادر میں نے خاص آپ کے اوڑھنے کے لیے بنی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چادر ان سے لے لی اور اندر تشریف لے گئے۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اسے تہبند کے طور پر پہن کر باہر تشریف لائے۔

فَجَسَّهَا رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، اكْسُنِيهَا، قَالَ: (نَعَمْ). فَجَلَسَ مَا شَاءَ اللَّهُ فِي الْمَجْلِسِ، ثُمَّ رَجَعَ فَطَوَّاهَا، ثُمَّ أَرْسَلَ بِهَا إِلَيْهِ،

جماعت صحابہ میں سے ایک صحابی نے اس چادر کو چھوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ مجھے عنایت فرما دیجئے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا۔ جتنی دیر اللہ نے چاہا آپ مجلس میں بیٹھے رہے پھر تشریف لے گئے اور اس چادر کو لپیٹ کر ان صحابی کے پاس بھجوا دیا۔ صحابہ نے اس پر ان سے کہا تم نے اچھی بات نہیں کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ چادر مانگ لی۔ یعنی ابھی ابھی وہ توفہ آیا تھا تھا اور حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول فرماتے ہوئے زیب تن کیا لہذا تو کچھ نہیں انتظار کر لیتے اور تم نے فوراً سوال کر دیا حالانکہ تمہیں معلوم ہے کہ حضور ﷺ کبھی سائل کو محروم نہیں فرماتے۔

فَقَالَ الرَّجُلُ: وَاللَّهِ مَا سَأَلْتُهَا إِلَّا لِتَكُونَ كَفَنِي يَوْمَ أَمُوتُ. قَالَ سَهْلٌ: فَكَانَتْ كَفَنَهُ.

تو اس صحابی نے کہا اللہ کی قسم میں نے تو صرف حضور نبی اکرم ﷺ سے چادر اس لیے مانگی ہے کہ جب تک زندہ رہوں گا میں تبرک اسے اپنے پاس رکھوں گا اور جب دنیا سے رخصت ہوں گا تو یہی چادر میرا کفن ہوگی۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا چنانچہ وہ چادر اس صحابی کے کفن ہی میں استعمال ہوئی۔

الکتاب: صحیح البخاری، المؤلف: أبو عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، المحقق: د. مصطفى ديب البغا، الناشر: (دار ابن كثير، دار اليمامة) دمشق، ج 5 ص 2189 رقم الحديث 5473

معلوم ہوا کہ حضور نبی رحمت ﷺ خود بھی ایثار فرماتے اور عملی طور پر صحابہ کرام کو بھی ایثار کی تعلیم دیا کرتے تھے۔



## صحابہ کی جانثاری:

ایثار کی مختلف صورتیں ہیں جیسے کوئی شخص مال کا ایثار کرتا ہے یا کوئی اپنا وقت کسی کے لئے قربان کر دیتا ہے لیکن اس سے بڑھ کر جان کو قربان کر دینا جان کا ایثار کرنا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جہاں مال کا ایثار کیا وہیں اپنی جان نچھاور کرنے کے لیے بھی پیچھے نہ ہٹے بلکہ اپنی جانوں کا نذرانہ بھی پیش کیا، جس کی تاریخ میں بہت سی مثالیں موجود ہیں چاہے غزوہ بدر واحد ہو یا معرکہ بدر و حنین تاریخ صحابہ کرام کی جانثاری کے واقعات سے بھری پڑی ہے۔ غزوہ احد میں جب جنگ عروج پر تھی، تلواریں آپس میں ٹکرا رہی تھیں اور بڑا مشکل وقت تھا تو حضرت طلحہ بن عبید اللہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے سامنے کھڑے ہو گئے تو حضور ﷺ نے پوچھا کہ طلحہ تم کیا کر رہے ہو تو آپ عرض گزار ہوئے

نحری دون نحرک یا رسول اللہ

یا رسول اللہ ﷺ آپ کی جان کی حفاظت کے لیے یہ غلام اپنی گردن اور اپنی جان پیش کر رہا ہے۔

اسی طرح غزوہ خندق کے موقع پر بھی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایثار کا اظہار فرمایا کہ جب انہوں نے دیکھا کہ حضور نبی رحمت ﷺ نے اپنے شکم اطہر پہ بھوک کی وجہ سے پتھر باندھا ہوا ہے تو حضرت جابر کا دل بھر آیا اور آپ اجازت طلب کر کے گھر واپس گئے اور بقدر کھانا حضور نبی رحمت ﷺ اور چند صحابہ کی دعوت کا اہتمام کیا اور جب واپسی پر حضور نبی رحمت ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی گئی تو سرکارِ دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تمام صحابہ چلے آؤ آج جابر نے تمہاری دعوت کا اہتمام کیا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایثار کا اظہار کر دیا تو اس کے بعد حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑے سے آٹے میں اپنا لعاب دہن ڈالا تو وہی تھوڑا سا آٹا اور سالن تقریباً ہزار صحابہ کرام کے لئے کفایت کر گیا ایک ہزار صحابہ کرام علیہم الرضوان نے آسودہ ہو کر کھانا کھالیا مگر گوندھا ہوا آٹا جتنا پہلے تھا اتنا ہی رہ گیا اور ہانڈی چو لھے پر بدستور جوش مارتی رہی۔

اسی طرح مواخات مدینہ کی بھی بہت بڑی مثال ہمارے سامنے موجود ہے کہ جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین و انصار کو آپس میں بھائی بھائی بنایا تو انصار صحابہ کرام نے سینہ تاریخ پہ ایثار کے ان مٹ نقوش ثبت فرمائے، اور قیامت تک آنے والوں کے لیے ایک مثال رقم فرمادی۔

اللہ رب العزت ہم سب کو بھی اپنے ضرورت مند بھائیوں کا خیال رکھنے کی توفیق عطا فرمائے، معاشرے کے تمام افراد کو قربانی اور سخاوت کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ پاکستانی معاشرے میں بھائی چارے کا تصور قائم ہو سکے جس میں طبقاتی تقسیم نہ ہو اور امیر و غریب میں تفریق و امتیاز نہ ہو بلکہ ایسا صالح معاشرہ قیام پذیر ہو جس میں تمام افراد کو ان کے حقوق مل سکیں۔

**نوٹ:** اپنی قیمتی آراء اور درس میں غلطی سے آگاہ کرنے کیلئے مندرجہ ذیل دیئے گئے وٹس

0300.3027231 ایپ نمبر پہ وٹس ایپ میسج کیجئے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

# اسلام میں ایثار

کی اہمیت و ضرورت



*For joining us*

**Dr Muhammad Naeem uddin alazhari**

**0332-5021732**



دارالعلوم محمد غوثیہ بھیرہ شریف  
اکرم انٹرنیشنل انسٹیٹیوٹ

